السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس آیت میں ''لو'' شرطیہ ہے کیا لووقوع جزاء وشرط کو مستلزم ہے یا نہیں اوریہ آیت قیاس اقترانی ہوسکتی ہے یانہیں۔ اگر ہے توآپ بصورت قیاس اقترانی درمنطق اس آیت کوبیان فرمائیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس اعتراض کے تین جواب دیئے ہیں۔

ایک یہ کہ "لوکنت اعلم الغیب" کہنے کے وقت آپ کوبعض غیب کی باتوں کاعلم تھا۔مگرآپ نے بطور تواضع کے کلی طورپر علم غیب کی نفی کردی۔

دوم یہ کہ "لوکنت اعلم الغیب" کہنے کے وقت اگرچہ آپ کوکسی غیب کی بات کاعلم نہ تھا۔پھرخدانے آپ کوبعض باتوں کی خبردی۔جیسے آیۃ فلایظھر سے ظاہر ہے۔

سوم یہ کہ آپ کولوکنت اعلم الغیب کہنااپنے طورپرنہیں بلکہ کفار کے سوال کے جواب میں ہے اس وقت آپ کوکسی بات کی اطلاع نہ تھی۔جب اس کے بعدخدانے آپ کوبذریعہ وحی بعض باتوں کی خبردی تویہ آپ کی نبوت کی دلیل بن گئی۔

پہلے اعتراض کے جواب سے دوباتیں حاصل ہوئیں۔ایک یہ کہ آپ کوخدائی اختیارات نہ تھے۔بلکہ جیسے اورانسانوں کی قدرت ہے اس طرح کی قدرت آپ کی تھی۔دوم یہ کہ آپ کوتمام باتوں کاعلم نہ تھااورنہ اس قدرت کے ساتھ بہت سی بھلائی جمع کرلیتےاوربرائی سے بچ جاتے۔

دوسرے اعتراض کے تینوں جوابوں سے معلوم ہواکہ آپ کوبذریعہ وحی بعض پوشیدہ باتوں کاعلم حاصل ہے خواہ لوکنت اعلم الغیب کہنے کے وقت ہواوربطورتواضع کے کلی طورپرنفی کردی ہو۔اورخواہ لوکنت اعلم الغیبکہنے کے بعدہواہو۔اوربعدہونے کی صورت میں خواہ کلام کفارکے سوال کاجواب ہویااپنے طورپر۔

خلاصہ یہ کہ دونوں اعتراضوں کے جوابوں سے توحید کاپورانقشہ سامنے آجاتاہے۔جس میں کسی کااختلاف نہیں۔وہ یہ کہ نہ آپ کوخدائی اختیارات حاصل ہیں۔نہ آپ کوعلم غیب ہے۔بجزاس کے کہ کوئی بات آپ کوخداتعالیٰ بذریعہ وحی معلوم کرادے۔

غرض تفسیرجمل کی عبارت فریق مخالف کومفید نہیں۔بلکہ انہی پرحجت ہے مگروہ بے سمجھے بن سوچے پیش کررہے ہیں۔اورعموماًان کی یہی حالت ہے۔خدان کوسمجھ دے۔آمین

تفصیل اول:

عموماًمشہورہے کہ شرط وجزاء کاوقوع ضرورنہیں۔حالانکہ حقیقت کچھ اورہے اوروہ یہ کہ کلمات شرط کئی ہیں۔کسی میں وقوع ضروری ہے کسی میں وقوع ضروری نہیں۔مثلاًاذامیں وقوع ضروری ہے ان میں ضروری نہیں اہل عربیت کے نزدیک ان مشکوک کےلیے ہے اورچونکہ ان شرط میں اصل ہے اورمشہورہے۔اس لیے یہ بات مشہورہوگئی کہ شرط جزاء کاوقوع ضروری نہیں۔حالانکہ ضروری بھی ہے اورنہیں بھی۔لومیں عدم وقوع ضروری ہے۔نورالانوارمیں ہے۔

(وہوبمعنی ان انتقاء الجزاء فی الخارج فی الزمان الماضی بانتقاء الشرط کماہوعنداہل العربیۃ اوان انتقاء الشرط فی الماضی لاجل انتقاء الجزاء کماہوعندارباب المعقول» (نورالانوار مبحث حروف شرط ص 140»

:ترجمہ :۔ لواہل عربیت کے نزدیک انتقاء جزاکےلیے ہے بوجہ انتقاء شرط کے اورارباب معقول کے نزدیک انتقاء شرط کےلیے ہے۔بوجہ انتقاء جزاء کے۔قرآن مجیدمیں دونوں طرح استعمال ہواہے۔آیت کریمہ

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا --سورة الانبیاء 22

ارباب معقول کے موافق ہے۔اس طرح آیت کریمہ:

وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ --سورة ال عمران 159

اہل عربیت کے موافق آئی ہے۔یعنی اگرتوسخت زبان سخت دل ہوتاہے تویہ لوگ تیرے اردگردسے منتشرہوجاتے۔

اس طرح آیت کریمہ:

وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ أَوِ اخْرُجُوا مِن دِيَارِكُم مَّا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِّنْهُمْ --سورة النساء 66

اہل عربیت کے موافق ہے یعنی اگر ہم ان پر لکھتے کہ اپنی جانوں کو قتل کرواوراپنے گھروں سے نکل جاؤ۔ تووہ یہ کام نہ کرتے مگران سے تھوڑے۔

نوٹ:۔ لواہل عربیت کے موافق عربی محاورات میں کثرت سے استعمال ہواہے۔ اس لیے اہل عربیت نے اس معنیٰ کواختیار کیا ہے۔ اورارباب معقول کا مقصدچونکہ انتفاء لازم ہے انتفاء ملزوم پراستدلال کرنا ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک دوسرا معنیٰ معتبر ہے۔

تفصیل دوم:

آیت کریمہ کی ظاہر صورت توقیاس استثنائی کی ہے۔ اگرقیاس اقترانی بناناچاہیں توشکل ثانی کی صورت میں بن سکتا ہے۔ ہم قیاس استثنائی اورقیاس اقترانی دونوں کاذکرکرتے ہیں۔ مگرپہلے تھوڑی سی تمہید سن لیں۔

تمہید:

قیاس استثنائی میں اگرمقدمہ موضوعہ متصلہ ہوتواس میں ملازمہ کلیہ شرط ہے اورقیاس اقترانی کی شکل ثانی میں اختلاف مقدمتین فی الکیف اورکلیہ کبری شرط ہے۔ پھرملازمہ کی دوقسمیں ہیں۔ عقلی اورعرفی۔ عقلی جیسے طلوع شمس کووجودالنہارلازم ہے اورعرفی جیسے حاتم طائی کوسخاوت لازم ہے۔ علم الغیب اور استکثار من الخیر کے درمیان بھی عرفی لزوم ہے۔ کیونکہ عموماً دستورہے کہ جب انسان کوخیروشر کا علم ہوتا ہے تو وہ خیر کو حاصل کرتا اورشر سے بچتا ہے خاص کررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی ذات سے خبردے رہے ہیں۔ اگرمجھے علم غیب ہوتا تومیں ایسا کرتا۔ تو علم غیب کی صورت میں اس کا وقوع ضروری ہوگیا۔ ورنہ آپ کے کلام میں کذب لازم آئے گا۔ اورکلمہ لو کا استعمال بے محل ہوجائے گا۔ جس سے خدااوررسول دونوں پاک ہیں۔ شائدکہاجائے کہ لو،ان،اذامہملہ کا سورہیں۔ اورمہملہ جزیہ کی قوۃ میں ہوتا ہے توپھرملازمہ کلیہ کس طرح ہوا؟۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لومجاز (ان کے معنی میں بھی استعمال ہوتاہے۔چنانچہ اصول فقہ میں مسائل طلاق وغیرہ میں لکھاہے (ملاحظہ ہونورالانوار مبحث حروف شرط ص 140

اس وقت وہ مہملہ کا سورہوگا۔ ورنہ وہ اپنے معنی میں مہملہ کا سورنہیں بن سکتا۔ قرآن مجید میں ہے۔

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا --سورة الانبياء 22

اس میں ملازمہ کلیہ ہے اگرملازمہ کلیہ نہ ہوتویہ توحید کی دلیل نہیں بن سکتی۔ اس طرح آیت زیربحث کو سمجھناچاہیے۔ خلاصہ یہ کہ لوکا اپنا معنیٰ انتفاء لازم سے انتفاء ملزوم جوارباب معقول کے ہاں معتبر ہے ملازمہ کلیہ کو مستلزم ہے اس لیے اس حالت میں مہملہ کا سورنہیں ہوگا۔

قیاس استثنائی۔

«لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر ومامسنی السوء ولکنی لم استکثر من الخیر ومسنی السوء فلم اکن اعلم الغیب»

قیاس اقترائی۔

«انالست مستکثرا لخیر ومسنی السوء وکل عالم الغیب مستکثرا لخیر ولم یمسہ السوء فانالست عالم الغیب»

ھذا ما عندي واللہ اَعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص217

محدث فتویٰ